ہماری نوجوان نسل، تحریکِ سکاوٹنگ اور قائداعظمؒ

جہاں زیب*

Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah in his speeches and statements favoured boy scouts. He said, Pakistan requires such organizations that can instill in youth attributes of selflessness, devotion, leadership, cleanliness, brotherhood, young boys having these qualities are an asset for a nation.

Quaid was proud of the Pakistani scouts who with their teachers looked the refugees at Walton Camp at Lahore. He appreciated their efforts.

Due to Quaid-i-Azam encouragement new camps were open in Punjab and boys were trained to look-after refugees both Muslims and non-Muslims.

The inauguration ceremony of Pakistan Boy Scout Association was laid down by Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah on 1st December 1947 at Dilawar Base Karachi. Its first Chief Commissioner was Federal Minister for Education Mr. Fazlul Rahman.

On 22 December 1947 took the oath of Boy Scouts Association, Quaid in his speech said that "scouting can play a very vital role in forming the character of our youth, their physical, mental and spiritual development and making them well-disciplined, useful and good citizen. We are living far from perfect world. Despite the progress of civilization, the law of the jungle, unfortunately still prevails. Might is consider a right and the strong do not refrain from exploiting the weak. Self advancement, greed and lust for power sway the conduct of the individuals as that of nations. If we are to build a safer cleaner and happier world, let us start with the individuals, catch him young and inculcate in him the scout motto of service before self and purity of thought and deed".

---

* طالبہ ایم فل، الخیر یونیورسٹی، اسلام آباد۔

ہم اپنے وطن کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایتوں میں سے ایک عنایت مسلمانانِ ہند کیلئے قائداعظم جیسا بے لوث پرخلوص اور باوقار لیڈر کا ہونا تھا وہ جنہیں نہ خریدا جا سکتا تھا اور نہ دھوکا دیا جا سکتا تھا قائداعظم کیلئے پاکستان سے کم کوئی چیز قبول نہ تھی اور جماعت سے انحراف ناقابلِ برداشت تھا۔ آپکا نام اس صدی کی ان اہم شخصیتوں میں سرفہرست ہے جنہوں نے برصغیر میں بسنے والی دو بڑی قوموں میں اتحاد کی کوشش کی لیکن جب وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ان سیاسی جماعتوں یعنی کانگریس اور مسلم لیگ کا اتحاد ممکن نہیں ہے تو انہوں نے مسلمان قوم کو مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد و منظم کیا اور نہایت پُر امن طور پر اپنی قوم کو حق خود ارادیت دلاتے ہوئے ایک آزاد وطن دلایا۔ یہ وطن ہمیں کسی نے سونے کی پلیٹ میں رکھ کر تحفہ میں نہیں دیا بلکہ اس کیلئے (ہماری قوم) ہمارے اسلاف کی بے شمار قربانیاں، انمول و لازوال کوششیں اور پرخلوص جذبات تھے جو اس کی تخلیق کا سبب بنے اور برصغیر کی تاریخ نے ایک نئی کروٹ لی۔

ہمارے منجمد ذہنوں کو شعلہ کاریاں بخشیں
اسی نے آرزوئیں، ولولے خوداریاں بخشیں
نظر کو بجلیاں، احساس کو چنگاریاں بخشیں
یہ محسوسات زندہ ہیں تو پاکستان زندہ ہے
ہمارا قائداعظم بہر عنوان زندہ ہے

قائداعظم کے اطوار، قول و فعل، حسنِ سلوک، حق گوئی و بے باکی، سیرت و سیاسی بصیرت، غرضیکہ آپکی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لیے قابلِ عمل نمونہ ہے یہ آپکی فراست ہی تھی کہ انگریز جیسی حکمران قوم کو آپکی سیاسی بصیرت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور سالہا سال یہ جنگ آزادی آہنی ہتھیاروں کی بجائے سیاسی و آئینی سوجھ بوجھ سے لڑی۔ مسلمانوں میں قومی تشخص اور احساس بیداری جو ایک صدی سے اجاگر ہو رہا تھا آپ نے اسے جلا بخشی اور آپ نے وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا تھا کہ ''مسٹر وائسرائے اگر مجھے اخبار جتنی جگہ میں پاکستان ملا تو میں اس کو تمام امور پر ترجیح دوں گا۔'' اور پھر تاریخ نے دیکھا کو دنیا کے نقشہ پر ایک جیتا جاگتا پاکستان معرض وجود میں آیا۔[۱] بقول پنڈرل مون کہ قائداعظم نے کہا ''مجھے اس کی پروانہیں کہ مجھے کتنا مختصر پاکستان دیتے ہیں، لیکن خود مختار ہو۔[۲]

آج پاکستان کے قیام کو 67 سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس عرصہ میں حالات کے جن تھپیڑوں، اپنوں پرائیوں کی جن سازشوں کا یہ ملک شکار رہا آج اسی بنا پر ہم اس مقام پر آ پہنچے ہیں کہ معاشرہ انتہائی اخلاقی، جذباتی، معاشی سیاسی اور علمی زوال اور بحران کا شکار ہو چکا ہے۔ قوموں کی زندگی میں آنے والی اچھی بری تبدیلیاں یقیناً ان کے مستقبل کو متاثر کرتی ہیں۔ لیکن صرف وہی اقوام زندگی کے اتار چڑھاؤ میں بغیر ڈگمگائے، اپنے قدم مضبوطی سے جمائے آگے بڑھ سکتی ہیں جو اخلاقی، روحانی طور پر مضبوط ہوں۔ پُر اعتماد اور کبھی نہ بکنے والی گمراہ کن سازشی قوتوں کے سامنے جھکنے والی ہوں۔

مذہبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہم ایک مضبوط اور جامع دین کے پیروکار ہیں۔ جو اپنی آفاقیت اور لازوال جنگ میں تا قیامت ہماری رہنمائی کرنے والا ہے۔ احکامات الٰہیہ قرآن پاک اور پھر سب سے بڑھ کر آنحضورﷺ کی سنت آپکا اسوۂ حسنہ جسطرح ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔ قیامت تک کے درپیش مسائل کا حل پیش کرتے ہیں ایسے میں تو ہمیں سوائے مردِ مومن بننے کے کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ مگر دیکھا جائے تو مذہب سے دوری اور علمی شعور کی کمی کی بنا پر آج ہمارا معاشرہ خصوصی طور پر نوجوان نسل جہاں میڈیا اور حرص و ہوس کے ماحول میں پروان چڑھ رہا ہے وہاں بری طرح سے ذہنی، جسمانی اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہو رہا ہے۔ عزت احترام، وقار، آن، حب الوطنی اور احساس مروت سے عاری ہوتا جا رہا ہے اس کے ذمہ دار جہاں پچھلے حکمران ہیں وہیں والدین، اساتذہ کرام اور صاحب اختیار قوتوں کی لاپرواہی اور بے گانگی بھی ہے۔ راتوں رات دولت کا حصول یہ خبط پوری قوم کو جسطرح اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے وہیں بے روزگاری اور مہنگائی متوسط طبقہ کی موت کا سبب بن چکی ہے، اب صرف امیر اور غریب دو طبقات نظر آتے ہیں۔ سو اس مضطرب اور بے چین ڈیپریشن اور فرسٹریشن کا شکار نوجوان جو جائز و ناجائز ذرائع کا شکار ہو چکا ہے۔ جس کسمپرسی کا شکار ہے وہ مقام الیہ ہے۔ سیاسی، مذہبی اور سماجی تنظیمیں جس طرح اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے ہماری نوجوان نسل کی توانائیوں اور ذہانتوں کو استعمال کر رہی ہیں جس طرح قوم کے اس قیمتی سرمایہ کو پامال کیا جا رہا ہے۔ قومی سلامتی اور وقار کو منہدم کیا جا رہا ہے جس طرح کم عمر بچوں کو اور نوجوان افراد کو دہشتگردی اور افراتفری، نفسانفسی و خود غرضی کا شکار کر کے ملک کی سلامتی کو داؤ پر لگایا جا رہا ہے یہ انتہائی تشویشناک ہے۔ یہ قوم کی زندگی و موت کا مسئلہ ہے۔ آج ہر ادارہ اور

طبقہ تنزلی کی جانب گامزن ہے۔ ایسے میں وہی جدوجہد وہی اجتماعی جنگ لڑنے کی ضرورت ہے جو قیام پاکستان کے وقت لڑی گئی۔ آج بھی انہی جذبوں انہی شدتوں کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ جنگ ہمیں دشمن کے خلاف نہیں، اپنی قوم کے اندر پھیلے ناسور کے خلاف لڑنا ہو گی۔ دشمن عناصر اور نفسی غلامی کے خلاف لڑنا ہو گی۔ ہماری نوجوان نسل بغیر چرواہے کے چرنے والی بھیڑوں کے ریوڑ کی مانند ہے۔ جس کی تربیت میڈیا، نیٹ اور مذموم سازشی عناصر کر رہے ہیں۔ اوّل والدین کو فرصت نہیں، دوم اب ان کے بس میں کچھ نہیں، ہمارے وطن کے نوجوان واضح مقصد یا منصوبہ کے نہ ہونے کی بنا پر خود اعتمادی سے محروم، تخلیق و تحقیق کی دلچسپی سے عاری اور تاریک مستقبل کے خوف سے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ سے نظم و ضبط کا فقدان اور اخلاقی و مذہبی بحران، فرقہ واریت اور اتفاق و محبت امن و آشتی اور انسانیت سے عاری معاشرہ نظر آنے لگا ہے اور ہمارے وطن کا سنہرا مستقبل دن بہ دن تاریکی میں تبدیل ہو رہا ہے، دھندلا رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اقوالِ قائد اعظم اور افکارِ علامہ اقبال کی روشنی میں قرآن و سنت کی رہنمائی میں ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہو گا جو کہ ہماری موجودہ نسل اور آنے والی نسلوں کو ایک سنہرا، تابناک اور مضبوط و سرسبز پاکستان دے سکے اور آنے والا وقت ایک کامیاب پرخلوص، نیک صالح اور جانباز و جانثار محقق اور قابل تخلیق کار نوجوان اور مضبوط انسانوں کا وقت ہو۔ سیاسی و سماجی شعور سے آگاہ معاشرہ ہو تاریخ کے اوراق الٹیں تو معلوم ہو گا کہ برصغیر پاک و ہند میں سیاسی و سماجی بیداری پیدا کرنے کیلیے بہت سی تحریکیں اور تنظیمیں ابھریں۔ ان میں ایک سماجی تحریک سکاؤٹنگ تھی۔ ۱۹۰۷ء میں تحریک سکاؤٹنگ برطانیہ کے لارڈ بیڈن باوَل نے جاری کی۔ جو کہ ۱۹۱۰ء میں برصغیر کے شہر پونا(Pona) اور شملہ(Shimla) میں صرف یورپین لوگوں میں جاری ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد مدراس کی ایک کانگریسی رکن مسز اینی بیسنٹ(Mrs Annie Basent) نے اس کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اس تحریک کے بنیادی اصولوں کی بنا پر ایک نئی تنظیم ''سوا سیمتی'' کے نام سے جاری کی۔ جس کی مکمل سرپرستی کانگریس ہی کرتی رہی۔ دوسری جانب ایک تنظیم ''آل انڈیا بوائے اسکاؤٹ ایسو سی ایشن'' کے نام سے جاری ہوئی۔ جس کی سرپرستی حکومتِ وقت نے کی حکومت محسوس کرتی تھی کہ دونوں تنظیمیں الگ الگ ہونی چاہیں۔ اس کے لیے ۱۹۲۰ء میں ان دونوں کو ایک ہی ادارے کے

تحت کام کرنے کیلئے حکومتِ وقت نے تحریک اسکاؤٹنگ کے بانی لارڈ بیڈن پاؤل کو برطانیہ سے مدعو کیا۔ چنانچہ وہ تشریف لائے۔ مگر کانگریس نے اپنے ''سوا سیمتی سکاؤٹس'' کو اپنی نگران میں الگ رکھنے پر اصرار کیا اور گورنمنٹ کی مالی مدد لینے سے بھی انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں کانگرسی لیڈر مسٹر باجپائی جی اور مسز اینی بیسنٹ دونوں پیش پیش تھے۔ ایک طرف آل انڈیا بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن حکومتی سرپرستی میں خوب پھولی پھلی تو دوسری طرف کانگرسی رہنماؤں نے بھی اپنے سوا سیمتی اسکاؤٹس کی تنظیم و سرپرستی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور ان کے سینئر اسکاؤٹس کی ایک الگ تنظیم بھی ''مہابیرول'' (Maha Biroal) کے نام سے عمل میں آئی۔ جبکہ حکومتی تنظیم میں اس گروپ کو ''رور اسکاؤٹس'' (Rover Scouts) کہا جاتا ہے۔[۳]

۱ تحریک اسکاؤٹس کے مقاصد

تحریک اسکاؤٹنگ کا بنیادی مقصد قوم کے بچوں کو مفید شہری بنانا، ان کے کردار اور اخلاق کی اعلیٰ اقدار پر تربیت کرنا اور ان کی خداداد پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا تا کہ وہ فلاح انسانی کی خاطر کام کر سکیں۔ بچوں میں خیر سگالی، جذبۂ خود اعتمادی بلند اخلاقی و خود شناسی، بے لوث خدمت، فرض شناسی، تخلیق و ذہنی مہارت، اعلیٰ قوت مشاہدہ، شوقِ مطالعہ، مہم جوئی اظہارِ خیال کی صلاحیت اور قائدانہ صلاحیتوں کو پیدا کرنا ہے۔[۴]

دنیا میں یہی وہ بنیادی خوبیاں ہیں جن پر انسانیت کی عمارت تعمیر ہوئی ہے۔ اور اس کی بنیاد بے لوث اور بلا امتیاز خدمتِ خلق پر ہے۔ سکاؤٹ تحریک کا مقصد بھی دنیا میں اَمن آشتی، بھائی چارہ، صُلح جوئی حق و صداقت کو پھیلانا ہے اور ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جب گمراہ کن فطرتوں اور شیطانی قوتوں کی روک تھام کی جائے اور باطل اور ظلم کی قوتوں کے مقابلہ میں حق گوئی و بے باکی کی دیوار کھڑی کر دی جائے۔[۵] علم و شعور اور آگہی کی ایسی فضا پیدا کی جائے جو دھوکہ اور فریب کی سرکش آندھیوں کو پل بھر میں روک دیں اور ان کی عیارانہ اور مکارانہ فریبوں کا پردہ چاک کر دیں اور اپنے بھرپور اعتماد یقین اور تنظیم سے ان کی جڑیں تک اکھاڑ پھینکیں تا کہ آنے والی نسلیں ان کی چالوں میں نہ آئیں۔

جب قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخ ساز جلسہ کا انعقاد ہوا تو اس اجلاس میں برصغیر کے طول و عرض سے ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے شرکت

کی اور اس جلسہ کے اختتام پر قیام پاکستان کے مقصد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے قائداعظم کی مدد کو بے شمار مختلف تنظیمیں میدان عمل میں اتریں۔ جن میں مسلم رضاکار مسلم نیشنل گارڈ، قومی رضاکار، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، ینگ مسلم لیگ، سپاہ حسینؑ، مسلم اتحاد پارٹی وغیرہ بہت مشہور ہوئیں۔ اسی طرح آل انڈیا بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن کے مسلم نوجوان طبقہ بھی ان جذبات سے متاثر ہوا جن کا اظہار قائداعظم نے سب دیگر لیڈروں نے جلسہ میں کیا۔

کس کو معلوم تھا چومے گی قدم آزادی
رقص کرتی ہوئی ہر پاؤں کی زنجیر کے ساتھ
کس کو معلوم تھا سینوں میں اتر جائے گی
عزم کی دھاری تری شوخیٔ تقریر کے ساتھ[6]

جناب ڈاکٹر جلال الدین شجاع اس وقت کے آل انڈیا بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن کے ینگ سکاؤٹس کا حصہ تھے۔ سکواڈرن لیڈر حمید اللہ بھٹی کا نام بھی ان میں سے ہے۔ یہ لوگ ان دنوں دِلّی میں تھے۔ انہوں نے اپنے سینئر سکاؤٹ میر محمد حسن کو خط لکھ کر ان کی رائے طلب کی۔ جس پر انہوں نے جواباً لکھا کہ قائداعظم سے مشورہ کیے بغیر مسلم سکاؤٹس کی کوئی الگ تنظیم نہیں بنا سکتے۔ اسی بنا پر ڈاکٹر شجاع اور جناب حمید اللہ بھٹی نے ان سے اکتوبر ۱۹۴۰ء میں دھلی میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات پاکستان سکاؤٹس تحریکِ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور قائداعظم کے جذبات و خیالات کی ترجمان ہے۔ دورانِ ملاقات سکاؤٹ جے ڈی شجاع اور بھٹی صاحب نے اس بارے میں قائداعظم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا![7]

سکاؤٹ تحریک ایک بین الاقوامی تحریک ہے۔ جس کی اساس اسلام کے بنیادی اصولوں پر ہے جو بچوں کو محبِ وطن مفید شہری بناتی ہے اور دوسروں کی خدمت کیلئے تربیت کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ اس ہمہ گیر تحریک کا تعلق کسی بھی ملک کے سیاسی، طبقاتی یا فرقہ ورانہ جماعت سے نہیں ہے اور ہم کسی بھی بین الاقوامی طور پر مفید معاملہ میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ ایسی مفید تحریک کا ہمارے مطلوبہ پاکستان میں ہونا لازمی ہے اور میرا مقصد بھی صرف یہی ہے کہ پاکستان کی نئی مملکت میں بچوں کو ابتداء سے ہی سماجی خدمت کی صحیح تربیت دی جائے۔ کیونکہ اسلام ایک عام فہم، قابل عمل،

غیر متبدل اور اٹل ہمہ گیر سماجی نظام حیات ہے۔ جس نے دوسروں کیلئے جینا اور مرنا عبادت قرار دیا ہے۔۸ اس تحریک سکاؤٹنگ کے بانی بیڈن پاؤل نے تو اسلامی تعلیمات کو ہی نئے طریقہ پر سکاؤٹ تحریک کے نام پر پیش کیا ہے۔ مختلف زمانوں میں بعض نیک انسانوں نے انسانی بھلائی کیلئے حالاتِ وقت سے متاثر ہو کر ایسی تحریکوں کا اجراء کیا ہے جو باہمی میل ملاپ، ہمدردی، محبت و اخوت اور احترام باہمی پیدا کر سکیں۔ یہی انسانیت کا فطری تقاضا بھی ہے۔اور ایسے ہی نیک انسانوں میں بیڈن پاؤل بھی ہیں۔۹ حمید اللہ بھٹی صاحب نے جب آپ سے پوچھا کہ کیا ہم ابھی سے پاکستان بوائے اسکاؤٹس کے نام پر اپنی الگ تنظیم شروع کر دیں آپ اس کیلئے ہماری سرپرستی و رہنمائی فرمائیں۔ جواباً قائداعظم نے بڑے پر جوش انداز میں فرمایا!

> ابھی پاکستان کا قیام باقی ہے۔ وہ خدا کے فضل سے اور آپ کے عمل سے جلد بن جائے گا۔ آپ تیاری رکھیں اور وقت کا انتظار کریں۔ میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں یاد رکھو کہ کسی قوم کی خوشحالی و ترقی کا دار و مدار اس کے بچوں کی ذہنی و جسمانی نشو و نما، اعلیٰ تربیت اور پاکیزہ کردار و اخلاق پر ہوتا ہے۔ دنیا میں صرف اُنہی قوموں نے سرخروئی حاصل کی جن کے بچے نیک عادات و خصائل اعلیٰ خوبیوں اور تعمیری صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بچے قوم کی امانت اور قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہی کے لئے مجھے الگ وطن چاہیے کہ جہاں وہ اپنی تہذیب و روایات اور ثقافت کے مطابق تربیت پا سکیں۔ تعمیر پاکستان کیلئے ایسے ہی تربیت یافتہ نوجوانوں کی ہمیشہ ضرورت رہے گی اور یقیناً سکاؤٹ تحریک کا منشا یہی ہے فی الحال! آپ حصول پاکستان کیلئے متحدہ و منظم ہو کر اپنی قوت ایمانی سے کام کریں۔۱۰

نصف گھنٹہ کی اس تاریخی ملاقات میں قائد اعظم نے اپنے خیالات کی واضح تصویر ہمیں پیش کر دی اور اس طرح ہمیں ایک ایسا لائحہ عمل بھی دیا جس پر ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کا انحصار ہے۔۱۱

تمام عمر قائداعظم کا اخلاق و کردار بڑا ہی مضبوط اور صاف رہا یہی وجہ ہے کہ آج ہم ایک آزاد ملک کے شہری کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

قائداعظم نے اپنی زندگی میں جن تحریکوں میں حصہ لیا وہ کانگرس، مسلم لیگ اور اسکاؤٹنگ ہے۔ کسی بھی تحریک یا تنظیم میں شمولیت ذاتی مصلحت کی بنا پر نہ تھی بلکہ وہ شمولیت قومی اور انسانی بھلائی کی خاطر ہوتی تھی۔ قائداعظم تنگ نظری، خود غرضی، صوبائی عصبیت اور ذاتی مفادات سے بے نیاز ہو کر خالص حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار جوان چاہتے تھے اسی جذبہ کو عام کرنے کیلئے انہوں نے پاکستان بننے کے بعد تحریک اسکاؤٹنگ کو پسند فرمایا۔ اس تحریک کے ارکان کا ان کے دل میں

بے حد احترام تھا۔

پاکستان کے قیام سے دو ماہ قبل ہی برصغیر میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ جس بنا پر فساد زدہ دیہات اور اضلاع کے شہری لاہور کے قریب والٹن کیمپ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ اسی گراؤنڈ میں پنجاب بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن کے دفاتر، ہوسٹل اور دیگر بہت سی عمارات کے علاوہ اسکاؤٹ کیمپنگ گراؤنڈ ہیں۔ اس وقت کے صوبائی سکاؤٹ سیکرٹری چودھری لطیف مرحوم نے لاہور کے سرکردہ مسلم لیگی رہنما میاں امیرالدین اور صوبائی اسکاؤٹ کمشنر خان بہادر ایس ایم اشرف کے مشورے سے صوبائی اسکاؤٹ ہیڈ کوارٹرز کی تمام عمارات اور گراؤنڈ میں مہاجرین کا کیمپ قائم کر کے اپنے تمام عملے اور سکاؤٹ ماسٹر صاحبان اور اسکاؤٹ بچوں کو ان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ یونیفارم میں ملبوس اسکاؤٹ بچوں، اسکاؤٹ ماسٹر اور سرکٹ آرگنائزرز نے شب و روز انکی خدمت کی۔ کھانے پینے، آرام وسکون کا خیال رکھا۔ یہ کیمپ جو قیام پاکستان کے وقت سب سے بڑا اور اہم کیمپ تسلیم کیا گیا اس کی نگرانی پہلے دن اسکاؤٹس نے کی اور بعد میں حکومتی سرپرستی مہیا کی گئی۔ قائداعظم نے مہاجر بچوں کو بھی سکاؤٹنگ کی تربیت دینے کو کہا۔ تا کہ ان کی جسمانی صحت قائم رکھنے کیلئے کیمپ میں ان کی صحت مند مصروفیات بھی جاری رہیں اور ان کے حوصلے بھی پست نہ ہوں ان کی ہمت بندھے اور وہ پرعزم ہو کر محسوس کرنے لگیں کہ پاکستان اب ان کا وطن ہے اور پھر آباد ہو کر پرعزم شہری بنیں اور اپنے دکھ درد میں سب کو شریک سمجھیں۔[۱۲]

آپکا ۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو والٹن کیمپ کا دورہ اسی سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس وقت صوبائی ایسوسی ایشن کے سیکرٹری چودھری لطیف تمام انتظامات کے نگران تھے۔[۱۳] جبکہ میاں عبدالرؤف مہاجر کیمپ میں بطور ویلفیئر آفیسر کام کر رہے تھے انہوں نے دیگر اسکاؤٹس عہدیداران کے ہمراہ تمام کیمپ کا معائنہ کروایا خاص طور پر بازیاب خواتین جب ایک ذیلی کیمپ میں ایک زخمی بچی نے انہیں سلام کیا تو قائداعظم نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

> مجھے اسقدر انسانیت سوز فرقہ پرستی کا قطعاً احساس نہ تھا۔ پر امن جنگ آزادی میں کامیابی کے بعد خونریز ہنگامہ آرائی ہمارے لئے چیلنج ہے۔ اسکاؤٹ بچے ان کے استاد صاحبان جسطرح انسانی ہمدردی و محبت اور بے لوث جذبہ خدمت کے ساتھ ہمہ وقت لٹے پٹے بے خاغاں مہاجرین کی خدمت انجام دے رہے ہیں اس سے میری ڈھارس بندھی۔[۱۴]

قائداعظم کے اس اعتماد اور بھروسے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیگر اضلاع میں جو مہاجر کیمپ بنائے گئے ان کا کیمپ کمانڈر سکاؤٹ تحریک کے ڈویژنل آرگنائزر صاحبان کو ہی بنایا گیا۔ چنانچہ چودھری لطیف (صوبائی سکاؤٹ سیکرٹری) کو والٹن مہاجر کیمپ لاہور، چودھری محمد شریف کو باؤلی کیمپ لاہور، میاں عبدالرؤف کو شیخوپورہ، عامری صاحب کو مانسر کیمپ راولپنڈی، ملک شیرخان کو سیالکوٹ، سعید خان مظفر گڑھ، چودھری طفیل اکبر کو ملتان، رانا عبدالشکور کو ڈیرہ غازی خان، چودھری افتخار کو فیصل آباد (لائلپور) مہاجر کیمپ کا کمانڈر تعینات کیا گیا۔ جنہوں نے قائداعظم کی توقعات کے مطابق نہایت تندہی سے فرائض انجام دیئے۔

والٹن مہاجر کیمپ میں جو ماحول مہیا کیا گیا اس کی بنا پر مہاجرین جلد ہی تازہ دم ہو کر اپنی آبادکاری کے ساتھ ساتھ جلد ہی قومی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآں ہونے لگے اور تعمیر وطن میں حصہ لینے لگے۔

والٹن کیمپ کے اس واقعہ سے سکاؤٹ بھائی چارے کی ایک مثال ملتی ہے جیسے یونس کمال لودھی اپنی کتاب میں اسطرح بیان کرتے ہیں:

> صوبائی سکاؤٹ ہیڈکوارٹر پنجاب والٹن لاہور کے ایک ڈویژنل آرگنائزر لالہ ستیارام قیام پاکستان سے قبل ہی سے انگلینڈ میں زیر تربیت تھے۔ ان کے والدین اور اہل و عیال تمام کنبہ پنجاب سکاؤٹ ہیڈکوارٹر کی سرکاری رہائش گاہ والٹن میں مقیم تھا۔ حالانکہ اس عمارت کے آس پاس مہاجر کیمپ قائم ہو چکا تھا اور اسطرح زخمی مہاجرین اس کیمپ میں پناہ گزین تھے مگر سکاؤٹس کے جذبہ خدمت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا اور برابر اسی طرح لالہ ستیا رام کے کنبہ کی دیکھ بھال اور خدمت کرتے رہے جسطرح وہ کیمپ کے مہاجر حضرات کی کر رہے تھے آخر کار ۱۹۴۷ء کے آخر میں لالہ ستیارام انگلینڈ سے واپس لاہور پہنچے تو بخیریت اپنے کنبے کو ہندوستان لے گئے۔ ۱۵

قائداعظم لاہور کے دورے سے فارغ ہو کر جب واپس کراچی پہنچے تو مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل الرحمان کو ملک بھر میں سکاؤٹ تحریک کو صحیح خطوط پر منظم کرنے کا حکم دیا۔ ویسے بھی قبل ازیں مسٹر جے ڈی شجاع ایک دو مرتبہ اسی ضمن میں قائداعظم سے ملاقات کر چکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ۱۹۴۰ء میں بھی اسی عنوان پر قائداعظم سے دہلی میں بات چیت کی تھی اور اسی سلسلہ میں کراچی میں وزیر تعلیم سے بھی ملاقات کی تھی۔

قائداعظم کے کہنے پر جناب فضل الرحمان وزیر تعلیم نے مسٹر شجاع کو اس کے لئے باقاعدہ اجلاس طلب کرنے کو کہا اس سلسلہ میں مسٹر شجاع نے پاکستان بھر کے صوبائی تعلیم کے سربراہان اور پرانے اسکاؤٹز حضرات کو مدعو کیا۔ یہ تاریخی اجلاس یکم دسمبر ۱۹۴۷ء کو دلاور کراچی میں مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل الرحمان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اس تحریک کا نام ''پاکستان بوائے اسکاؤٹ ایسو سی ایشن'' تجویز کیا گیا۔ جسکا پہلا چیف کمشنر جناب فضل الرحمان مرکزی وزیر تعلیم کو آنریری سیکرٹری ڈاکٹر جے ڈی شجاع کو مقرر کیا گیا اس کے علاوہ ایک مرکزی کونسل بھی نامزد کی گئی اور دفتر ۱۱۹-اٹیلی جنس روڈ کراچی میں قائم کیا گیا۔ اسی اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی کہ ایسو سی ایشن کے چیف کمشنر صاحب بانی پاکستان سے گزارش کریں کہ وہ پاکستان بوائے سکاؤٹ ایسو سی ایشن کا چیف سکاؤٹ بننا قبول کر لیں۔ چنانچہ موصوف نے سکاؤٹ ایسو سی ایشن کے جذبات و گزارشات قائداعظم کے حضور پیش کیں۔ جو انہوں نے بخوشی قبول فرمائیں۔ مگر سربراہی سے قبل تحریک کا رکن بننا ضروری سمجھا کیونکہ کسی بھی تحریک کا ابتدائی رکن بنے بغیر اس کی سربراہی زیب نہیں دیتی۔۱۶

۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں ہی سکاؤٹ ایسو سای ایشن کا دوسرا اجلاس وزیر تعلیم...... و چیف کمشنر بوائے اسکاؤٹس کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں قائداعظم کی چیف اسکاؤٹ (پاکستان بوائے اسکاؤٹ ایسو سی ایشن کا سربراہ'' بننے کا مژدہ سنایا گیا۔ مگر وہ اس سے قبل باقاعدہ تحریک کے کارکن بننا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس تقریب کیلئے ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ رسم حلف برداری کیلئے حسب پروگرام گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں ایک پروقار تاریخی تقریب منعقد ہوئی۔ اور قائداعظم نے باقاعدہ تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ سکاؤٹ حلف لیا۔ اسکاؤٹ وعدہ دہرایا کہا!

۱- اللہ تعالی، محمد رسول اللہ ﷺ اور پاکستان کے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی میں

۲- دوسروں کی امداد

۳- اور اسکاؤٹ قانون کی پابندی کروں گا۔۱۷

اس مختصر سے وعدہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تمام وسعتیں اور مقاصد و مطالب پوشیدہ ہیں۔ قائداعظمؒ کی عملی زندگی کا ہر پہلو اسی سکاؤٹ وعدہ پر حرف بہ حرف پورا اترتا ہے۔ قائداعظم نے اس تقریب کے اختتام پر قوم کے نام ایک پیغام بھی دیا۔ جو لفظ بہ لفظ ان کے جذبات اور قوم سے

وابستہ توقعات کی عکاسی کرتا ہے۔

آپ کی اس تقریر کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

ہمارے نوجوانوں کا کردار بنانے میں سکاؤٹنگ ایک اہم اور نمایاں خدمت انجام دے سکتی ہے یہ نہ صرف جسمانی، دماغی اور روحانی تربیت کیلئے مد و معاون ہوسکتی ہے۔ بلکہ اس سے منظم، مفید اور قابل فخر شہری بھی تیار کیے جا سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم بھی ایک مثالی دنیا سے بہت دور ہیں جہاں تہذیب و تمدن کی ترقی کے باوجود ابھی جنگل کا قانون جاری رہے۔ طاقتور کا راج ہے اور زبردست کمزوروں کے استحصال بالجبر سے باز رہنے کو تیار نہیں۔ جلب منفعت، لالچ اور ہوس اقتدار نہ صرف افراد کا خاصہ ہے بلکہ اقوام کے کردار میں بھی یہ جذبات کارفرما ہیں۔ اگر واقعی ہم دنیا میں بے خطر، پاکیزہ اور پرسکون ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آیئے ہم انسانی فلاح و بہبود کے اس مقدس فریضے کی ابتداء افراد سے کریں بچپن سے ہی ان کے دلوں میں سکاؤٹنگ کے نصب العین اور بے لوث خدمت کے جذبے کو استوار کریں تا کہ ان کے خیالات، گفتار اور کردار میں پاکیزگی پیدا ہو جائے اگر ہمارے نوجوان ہر ایک کو درست رکھنے، ہر ایک کی ہمہ وقت مدد کرنے، ذاتی مفاد کو دوسروں کی بھلائی پر قربان کرنے، خیال، قول اور فعل میں تشدد سے بچنے کا سبق سیکھ لیں تو مجھے قوی امید ہے کہ عالمگیر اخوت ہمارے امکان اور دسترس میں ہوگی۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔[18]

قائداعظم نے رسم حلف برداری میں تین انگلیوں سے سکاؤٹ سائن بناتے ہوئے جہاں اسکاؤٹ عہد کے تین حصوں کو دہرایا وہاں انہوں نے اپنی زندگی کے تین کامیاب ترین اصولوں، اتحاد، ایمان، تنظیم کی بھی نشاندہی کی۔

قائداعظم جیسی عالمگیر شخصیت کی سکاؤٹن جیسی ہمہ گیر تحریک میں شرکت اور سربراہی اس بات کی .... دلیل ہے کہ وہ اب قوم کے نوجوانوں کو سیاسی میدان سے ہٹا کر سماجی میدان میں لانا چاہتے تھے تا کہ جس یکجہتی و یگانگت سے قیام پاکستان کیلئے انہوں نے جدوجہد کی تھی اسی طرح استحکام پاکستان کیلئے بھی نوجوان اسی پہلے سے جوش و جذبہ سے کام کریں اور ملک و قوم و وطن کے بدخواہوں کے ارادوں کو خاک میں ملا دیں۔[19]

آئینی کمیشن نے جب اپنی سفارشات حکومتِ پاکستان کو پیش کی تھیں تو اس نے پورا ایک باب سکاؤٹنگ کی افادیت پر لکھا تھا اور زور دیا تھا کہ "ملک میں اس ہمہ گیر تحریک کو محلہ اور ہر گھر تک پہچانے کی کوشش کی جائے تا کہ پاکستان کو مستقبل میں بہترین شہری، محب وطن افراد مہیا ہوسکیں جو

خدا اور اسلام کے ذرین اصولوں پر عمل پیرا ہو کر قومی بھلائی اور اسلامی احیاء کیلئے کام کریں۔ ایک سچا سکاوٹ پکا مسلمان بھی ہو گا اور اچھا مسلمان ایک بہترین سکاوٹ ہی ہو گا۔ یہ تمام اعلیٰ جوہر ایک سکاوٹ کی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔ گویا تحریک سکاوٹنگ اسلامی اصولوں کا ہی عکس ہے۔[۲۰]

تاریخ عالم گواہ ہے کہ بچوں کی بہترین اعلیٰ اخلاقی و جسمانی، ذہنی و روحانی تربیت کل کو انہیں قابل فخر سپوت اور مایہ ناز قوم کا روپ عطا کرتے ہیں اور تحریک سکاوٹنگ اس مقصد کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

تحریک سکاوٹنگ نوجوانوں کو ۴ مختلف پہلوؤں پر تربیت کا سامان مہیا کرتی ہے۔ گویا ذہنی، روحانی، جسمانی اور سماجی .... جسمانی و ذہنی مشقیں اور مشقتیں، مذہبی نقطہ نظر سے اسلامی تربیت اور سماجی تربیت کیلئے ان کی جسمانی اخلاق، ....مندیاں اور خود اعتمادی، ہمدردی محبت و بھائی چارہ تحقیق و تجسس، پرخلوص دوستانہ اطوار محنت و جانفشانی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سب کا نچوڑ انسان میں انسانیت کا وہ اعلیٰ معیار اور سوچ کا انداز پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے جیسے انسانوں دیگر جانداروں اور قدرتی ماحول سب کی فلاح و بہبود اور حفاظت میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کا مثبت استعمال کر سکے۔

سکاوٹنگ کی تاریخ کا ایک سنہرا باب یہ ہے کہ قیام پاکستان کے وقت دنیا میں بیرون پاکستان، پاکستان کا جو پہلا پرچم لہرایا گیا وہ پاکستانی سکاوٹس کا کارنامہ تھا۔ اس تاریخی پرچم کے بنانے، لہرانے میں ان سکاوٹس نے انتہائی اخلاقی جرأت اور قومی اخوت و محبت کا جو مظاہرہ کیا وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ قائداعظم نے بھی ان کی اس جذبہ حب الوطنی کو بے حد سراہا۔[۲۱] واقعہ کچھ یوں ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم اور قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان کی جانب سے جولائی ۱۹۴۷ء میں چھٹی ورلڈ سکاوٹ .... (چھٹا عالمی سکاوٹ اجتماع) میں شرکت کیلئے ۱۵۴ ایک سو چون سکاوٹس کا دستہ فرانس کے شہر موائٹرن گیا ہوا تھا۔ اس کے لیڈر آل انڈیا بوائے سکاوٹس ایسو سی ایشن کے جنرل سیکرٹری میٹر جی ٹی تھیڈیئس تھے۔ پنجاب بوائے اسکاوٹس کے لیڈر ڈپٹی لیڈر جناب قریشی اقبال اور جناب سید عنایت علی گردیزی تھے۔ ان تمام سکاوٹس میں مسلم ہندو سکھ اور ....و پارسی ہر مذہب و ملت کے بچے شامل تھے۔ یہ تمام ہندوستانی بچے فرانس میں ہی تھے کہ قیام پاکستان اور تقسیم ہندوستان کا اعلان ہو گیا۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو فرانس میں ہی ان تمام

سکاؤٹس نے باہمی جذبہ ہمدردی اور سکاؤٹس بھائی چارے کے اظہار کیلئے باہمی جذبہ ہمدردی اور سکاؤٹس بھائی چارے کے اظہار کے لئے فیصلہ کیا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جشن آزادی شایان شان طریقہ سے منایا جائے گا اور دونوں ملکوں کے جھنڈوں کو لہرایا جائے گا۔۲۲

ہندوستانی پرچم تو ان کے پاس تھا کہ وہ پہلے سے لے کر گئے تھے۔ مگر پاکستانی پرچم کی ترتیب و بناوٹ کسی کو معلوم نہ تھی۔ ادھر کراچی میں قائداعظم کے زیر صدارت اجلاس میں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے اپنے پہلے اجلاس میں پرچم کی بھی منظوری دی۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ جمبوری گراؤنڈ فرانس میں ہندوستانی سکاؤٹس دستہ کے مسلمان بچے اپنے قومی لباس میں جلوس کی شکل میں نماز جمعہ کیلئے نماز گاہ پہنچے۔ جسکا انتظام فلسطین سکاؤٹس نے کیا تھا۔ جس میں لبنان کے نمائندے جناب فتح اللہ المصطفیٰ پیش پیش تھے۔ انہوں نے نئے مسلم ملک کے قیام اور پاکستانی سکاؤٹس کے نام سے ہندوستانی مسلمان بچوں کا بڑی خوشی سے تعارف کروایا۔ جس پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اسی روز شام کو اجلاس لیڈر صاحبان نے جشن آزادی منانے کا اعلان کیا اور کہا کہ پاکستانی اور ہندوستانی پرچم لہرائے جائیں گے اور برطانوی جھنڈا یونین جیک عزت و احترام سے اتار دیا جائے گا۔۲۳

پنجاب بوائے اسکاؤٹس کی تعداد ۵۴ سب سے زیادہ تھی۔ اس لیے اس کے لیڈر مسٹر اقبال قریشی اور ڈپٹی لیڈر جناب عنایت علی گردیزی کو ہی پاکستان سکاؤٹس کا بھی لیڈر اور ڈپٹی لیڈر تسلیم کر لیا گیا۔ ان ہی کو پاکستانی پرچم فراہم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا کیونکہ اس بارے میں کچھ معلوم نہ تھا کہ اچانک ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کو ایک الجزائری سکاؤٹ پاکستانی سکاؤٹس کے خیمہ میں گیا اور ...... کے بعد اس نے فرانس کے روزنامہ *''انٹرنیشنل ڈیلی نیوز''* کا شمارہ سکاؤٹ سیلوٹ کے بعد قریشی اقبال صاحب کو دیا۔ جس میں ہندوستان کی تقسیم، سرحدیں، پاک و ہند کا نقشہ اور دونوں ممالک کے جھنڈوں کے نمونے اور تفصیل درج تھی۔ پاکستانی سکاؤٹس نے اس غیبی مدد پر خدا کا شکر اور الجزائری سکاؤٹ بھائی کا شکریہ ادا کیا۔۲۴

سکاؤٹ بھائی چارہ اور پاکستان سے عقیدت و محبت کے اظہار کی بے مثال شکل اسطرح نظر آتی ہے کہ اس پرچم کیلئے سبز رنگ کا کپڑا شملہ کے ایک سکاؤٹ نے اپنے یونیفارم کی پگڑی سے

پھاڑ کر دیا اور سفید کپڑا ملتان کے ایک بوائے سکاؤٹ خورشید عباس گردیزی نے اپنی قمیض سے پھاڑ کر دیا اور پھر سکاؤٹس نے اس اخباری نمونہ کے مطابق پرچم تیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر رات ۱۱ بجے تک کٹائی سلائی کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے پرچم تیار نہ ہو پایا کہ پونے تین بجے (سحری کا وقت) دو فرانسیسی گرل گائنڈ ایف پالی اور مس ڈیلیکوٹ جو کہ اپنے فرسٹ ایڈ کیمپ میں رات کی ڈیوٹی دے کر اپنے خیمہ کی جانب جا رہی تھیں بے وقت رات کو پاکستانی خیمہ میں روشنی دیکھنے پر وہاں آئیں کہ کہیں کوئی بیمار یا تکلیف میں تو نہیں۔ انہوں نے وہاں کے مسائل سن کر مدد کی خواہش پیش کی اور مطلوبہ پرچم اپنی سلائی مشین سے تیار کر کے ان کے حوالے کر دیا۔ جب اسکاؤٹس نے ان کو اجرت دینا چاہی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ''ہمارے لیے کیا یہ شرف کافی نہیں کہ ہم نے ایک نوآزاد مسلم مملکت کا جھنڈا تیار کیا ہے جو دنیا میں پہلی مرتبہ ہمارے ہی ملک فرانس میں لہرایا گیا ہے اور اسکی تیاری میں ہمارا حصہ بھی شامل ہے۔ ہم پاکستانی عوام کو برادرانہ خیر سگالی کے جذبات پیش کرتی ہیں'' پاکستانی سکاؤٹس بچوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے پاس موجود اپنے علاقائی تحفے (ہاتھی دانت کی چوڑیاں، تصاویر، کتابیں، صندل کی لکڑی کی مصنوعات و بروچز وغیرہ) ان گرل گائیڈز کو بطور تحفہ پیش کئے۔ جسے انہوں نے تھوڑی سی پس و پیش کے بعد قبول کیا۔

طے پایا کہ جس طرح روزانہ صبح تمام کیمپوں کے سکاؤٹس توپ کے داغنے پر8.50 پر اپنے ملکوں کے جھنڈوں کے ساتھ میدان میں آتے ہیں۔ اسی طرح ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بھی ٹھیک 9 بجے تمام ممالک کے جھنڈے لہرائے جائیں گے اور انہیں سلامی دی جائے گی۔ اب ان میں پاکستانی جھنڈا بھی لہرایا جائے گا۔ اس پروگرام کے مطابق انڈین سکاؤٹس کنجٹ دستے میں سے مسٹر ماتھ (ہندو سکاؤٹز) پاکستانی جھنڈے کو بعد ہندوستانی جھنڈے کو پاکستانی سکاؤٹز مسٹر قریشی اقبال اور سکاؤٹ فلیگ (جھنڈے) کو ایک پاکستانی سکاؤٹ بوائے سرفراز رفیقی (سکواڈرن لیڈر شہید) ڈوری باندھی گے۔۲۵ اس طرح ان تینوں اسکاؤٹس نے یہ پرچم لہرائے تب ہی فضا پاکستان زندہ باد قائداعظم زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ فرانس کے لوگوں نے بھی ان سکاؤٹس کی بہت پذیرائی کی فرانس اور یورپی ممالک کی سیروسیاحت کے دوران ان اسکاؤٹس نے جگہ جگہ پاکستان کو متعارف کروایا۔۲۶ فرانس اور یورپی ممالک کی سیر و سیاحت کے بعد پاک و ہند کے دونوں سکاؤٹ دستے جب واپس بمبئی پہنچے

والے تھے تو ادھر فرقہ ورانہ فسادات کی ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی۔ سکاؤٹ دستہ بمبئی واپسی کے بعد دو تین روز تک بمبئی کی ''جوئی لعل ہٹ'' میں ٹھہرا۔ وہاں کے سکاؤٹ بھائیوں نے بمبئی کی خوب سیر کروائی۔ اور کراچی روانگی پر ان کو گلے لگا کر پرنم آنکھوں سے تحفے تحائف دے کر رخصت کیا۔ فسادات کی آگ میں یہ سکاؤٹس اخوت و محبت کے بے مثال مظاہرہ تھا۔[۲۷] ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یہ دستہ کراچی کی بندرگاہ پر پہنچا تو قائداعظم کے خصوصی نمائندے نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی طرف سے گورنر جنرل ہاؤس میں چائے کی دعوت دی۔

اسی روز شام کو تمام سکاؤٹس نے اپنے قائداعظم اور بانی پاکستان کے ہمراہ چائے نوش کی۔ جب قائداعظم کو عالمی سکاؤٹس جمبوری فرانس میں پاکستانی پرچم کے لہرائے جانے کا واقعہ سنایا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا!

> مجھے نہایت مسرت ہے کہ پاکستانی سکاؤٹ بچوں نے علیحدگی کے باوجود اپنے برادرانہ تعلق کو قائم رکھا۔ ایسا ہی جذبہ میں قوم کے تمام نوجوانوں میں چاہتا ہوں اور یہ مقصد سکاؤٹ تحریک بخوبی ادا کر سکتی ہے آپ سب سکاؤٹ اپنے اپنے علاقوں میں اس تحریک کو جاری کریں۔ قومی وقار کا مدار بھی اسی میں ہے ملکی استحکام اور تعمیر و ترقی کے لیے قوم کے افراد کو متحد ہو کر اپنے ایمان کی روشنی میں پورے نظم و ضبط کے ساتھ مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ ہماری آزادی کی پر امن جدوجہد کو مخالفین نے تباہی کے گھناؤنے بحران کی طرف دھکیل دیا۔ جس سے برصغیر کی قوموں میں باہمی نفرت و حقارت کی بنیاد پختہ ہونے کا اندیشہ ہے۔''[۲۸] قائداعظم کی عظمت و حرمت کو سمجھنے کیلئے پاکستان کی ضرورت و اہمیت اور پاکستان کو سمجھنے کیلئے ہمیں قائداعظم کی شخصیت کو سمجھنا پڑتا ہے گویا دونوں لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتی ہے اور آپکی شخصیت کی آپکی سوچ کی عملی تفسیر ہیں اس تحریک و تربیت میں نظر آ سکتی ہے آج کے اس سائنسی اور ٹیکنالوجی کے دور میں خلوص، محبت اور ہنر مندی کی ضرورت ہے۔ وہ اس تحریک کے ذریعے مل سکتی ہے یہ تحریک فرقہ واریت اور ملکی مسائل سے بالاتر ہو کر سیاسی و مذہبی کالعدم جماعتوں سے اثرات سے دور ایک ایسی تحریک ہے جو بچوں کو ہنر مندی، عبادت، خودانحصاری اور اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے جو آج کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا
>
> I insist you to strive, work, work and only work for satisfaction with patience, humbleness and serve the nation.

اگر آج تجزیہ کیا جائے تو پاکستان میں اس تحریک کا اثر بہت کم ہے کیونکہ یہ دیگر اداروں کی طرح لاپرواہی کا شکار اور نظرانداز کی جا رہی ہے۔ اگر ہم قائداعظم کے ان خطابات پر نظر دوڑائیں

جو انہوں نے نوجوانوں اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے تو ان کے احساسات و نظریات کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سکاؤٹنگ ہی وہ تحریک ہے جو تمام منفی احساسات و جذبات اور سازشوں سے نوجوانوں کو نجات دلا سکتی ہے[۲۹] اس کی تربیت کے دوران بچوں کو تاریخ ماضی و حال، ملت اسلامیہ اور پاکستان کی تاریخ، ملت اسلامیہ اور پاکستان کے نامور رہنماؤں، عروج و زوال کی داستانوں کو پڑھنا پڑتا ہے۔ سیرت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی حیات طیبہ کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا پڑتی ہیں جن سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور ذہن کو وسعت ملتی ہے۔ نئی منزل اور منزل مقصود کا تعین کرنے میں انہیں آسانی ہوتی ہے اچھے برے اور صحیح و غلط کی پہچان ہوتی ہے اور یہی تربیت سالمیت پاکستان کی ضرورت ہے اس بارے میں جب مختلف علاقوں کا سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ 70% لوگ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ سکاؤٹنگ کیا ہے اور اسکا مشن میں کردار کیا ہے۔ گورنمنٹ سکولوں میں بھی ماضی کے مقابلہ میں اس تحریک کے اثرات بہت کم ہیں اساتذہ اپنے طلباء میں سلیبس کو پورا کرنے میں جتے رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غیر نصابی سرگرمیوں کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ اب تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے پرائیویٹ تو پرائیویٹ، سرکاری سکولوں کے اساتذہ تک بچوں کو وہ اخلاقی و روحانی اور سماجی تربیت سے محروم رکھے ہوئے ہیں جو ان کا فریضہ ہے۔ اس وقت ملک کے مسائل بہت ہیں۔ اسی طرح تعلیمی و علمی میدان میں تحقیق اور توجہ بھی صحیح نہیں۔دوسرا جتنے بڑے پیمانے پر سکاؤٹنگ کے ادارے اور عمارات میسر ہیں وہاں بھی قابلِ قدر کام نہیں ہو رہا۔ ان کا کہنا ہے کہ فنڈز کی کمی ہے۔ مسائل بیشمار ہیں۔ بہر حال جس طرح مخیّر حضرات، صاحب اختیار دیگر فلاحی اداروں کو سپورٹ کرتے ہیں میرے خیال میں انہیں اور صاحب علم حضرات کو آگے بڑھ کر اس میدان میں بھی اترنا چاہیے اور سکاؤٹنگ کے چیف آرگنائزر کو عام آدمی تک اپنا موقف پیش کرنا چاہیے۔ میڈیا اور اخبارات کے ذریعے اس کی اہمیت و ضرورت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ آنے والی نسلوں کو بچایا جا سکے اور ملک کے مستقبل کو داؤ پر نہ لگایا جائے۔ یہ عمل صدقہ جاریہ بھی ہے اور عین عبادت بھی ہے۔ فوری طور پر ہنگامی صورت میں اس کی ترقی و ترویج اس کی ممبر شپ اور ٹریننگ میں اضافہ کیا جائے۔ اس میں وہ عام نوجوان اور بچے شامل کیے جائیں جو گلی محلوں میں فارغ پھر رہے ہیں یا مختلف پیش ورانہ مہارتوں کو سیکھ رہے ہیں۔ ان کے مالکان و منتظمین

کو آگاہ کیا جائے۔ وہ بچے جو تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے مڈل یا میٹرک کے بعد ان کو بھی شامل کیا جائے۔ یوں سکول کالج کی چار دیواری میں موجود طلباء و طالبات اور باہر کے بچے مل کر تربیت بھی حاصل کر سکتے ہیں اور اس قوم کے مضبوط بازو بھی بن سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں بار بار اچھا، صالح انسان اور مسلمان بننے پر زور لگایا گیا ہے۔ حدیث رسولﷺ ہے

"خیرُ الناس مَن یَنفعُ الناس"

"تم میں بہترین وہ ہے جو دوسروں کیلئے اچھا ہو انہیں نفع پہنچائے"[۳۰]

یہاں مراد مالی نہیں بلکہ جسمانی و اخلاقی نفع و مدد کے ہے۔ سو سکاؤٹنگ کا وعدہ اگر غور کیا جائے تو اس حکم پر پورا اترتا ہے۔ پھر سکاؤٹ قانون کی پابندی بھی ہر سکاؤٹ کیلئے ضروری ہے۔ درج ذیل یہ قوانین حقیقت میں سکاؤٹ تحریک کی اصل روح اور تحریک کے ستون ہیں:

۱- سکاؤٹ با اعتماد ہوتا ہے۔
۲- سکاؤٹ فرمانبردار اور وفادار ہوتا ہے۔
۳- سکاؤٹ خوش اخلاق اور مددگار ہوتا ہے۔
۴- سکاؤٹ ہر کسی کا دوست اور ہر سکاؤٹ کا بھائی ہوتا ہے۔
۵- سکاؤٹ مہربان اور بہادر ہوتا ہے۔
۶- سکاؤٹ کفایت شعار ہوتا ہے۔
۷- سکاؤٹ پاکیزہ اور خوش باش ہوتا ہے۔[۳۱]

ہم اگر اس وعدہ اور اس قانون کی گہرائیوں میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ باتیں کھیل کھیل میں کس طرح بچے کو مذہب سے وابستہ کرنے میں مدد دیتی ہیں اور اچھا محبِ وطن پاکستانی بنانے میں کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔ قائداعظم نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس تحریک کو اپنا کر پاکستان میں بچوں جوانوں اور بوڑھوں کی تربیت کے قومی تقاضے پورے کرنے کی ایک اہم راہ دکھائی ہے۔ جس پر عمل کرنا قومی و ترقی کی ضمانت ہے۔ ایک بات ہمیں ذہن نشین کرنی ہو گی کہ استحکام پاکستان اس کے در و بام کے رنگ و روغن، نقش و نگار، بلند و بالا عمارتوں طول و طویل سڑکوں اور صحن و چمن کی ظاہری خوشنمائی سے ہی نہیں ہوتی نہ ہی مکینوں کی کثرت اور ساز و سامان آرائش کی بہتات سے پاکستان کی جڑیں مضبوط ہو سکتی ہیں۔ بلکہ اگر کوئی چیز اس مملکتِ خداداد کی مضبوطی و پائیداری، عزت

و نیک نامی کی وجہ بن سکتی ہے تو وہ اس قوم کے افراد کی صحیح تربیت، قوم کے بچوں کو صحیح تعلیم دنیا اور ان کے کردار کی مناسب تعمیر ہی ہے۔ جو بقول قائداعظم صرف تحریک سکاؤٹنگ انجام دے سکتی ہے۔۳۲ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کو عبادت کا درجہ دیتا ہے اور یہی دونوں اصول تحریک سکاؤٹنگ کی بنیاد ہیں اس تحریک کے وعدہ میں حقوق اللہ کی ادائیگی اور تحریک کے قوانین میں حقوق العباد ادا کرنے کی تلقین ہے۔ ان سے روگردانی گویا اپنے دین سے روگردانی ہے اور یہی توقعات اس نظریاتی مملکت پاکستان کی ہم سے وابستہ ہے۔ کیونکہ قائداعظم اور پاکستان دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ قائداعظم کی عظمت و حرمت کو سمجھنے کیلئے ہمیں قائداعظم کی شخصیت کو سمجھنا پڑتا ہے گویا دونوں لازم و ملزوم ہیں۔۳۳ آج وطن کے تمام صوبوں میں اسکاؤٹ ہیڈکوارٹرز اور دفاتر ہیں۔ جہاں پر کافی عملہ ہے اور جو اس سلسلہ میں کئی قسم کی تربیت کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ جدید قسم کے ترقی کے ذرائع خصوصاً کمپیوٹر سے متعلقہ تربیت کا اہتمام بھی کر رہے ہیں۔ خصوصاً بلوچستان اور سندھ میں بہت کام ہو رہا ہے۔ لیکن آج ملک میں موجود انتشار بدامنی اور دہشتگردی نے ترقی کے تمام مواقع کو درہم برہم کر ررکھے ہیں لیکن آن انتشار، بدامنی، ملکی فرقہ ورانہ منافرت اور غیر ملکی سازشوں سے بچنے کیلئے بھی اس قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جو ذاتی پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر پرچار کرے۔ کہتے ہیں فارغ ذہن شیطان کا گھر۔ سو اگر ہم نوجوانوں کے ذہنوں کو دستکاری و ہنرکاری اور تحقیق و تخلیق کی جانب لگا دیں تو وہ خود بخود شیطانی و شرارتی آلہ کاروں کے چنگل میں جانے سے بچ جائیں گے۔ بس دیکھنا یہ ہو گا کہ اس ادارہ کو ہر قسم کی سیاسی اور جماعتی و مذہبی فرقہ بازی کی وابستگی سے الگ رکھا جائے۔ یہ ایک رضاکارانہ و اعزازیہ کے طور پر کام کرنے اور سکھانے کا پلیٹ فارم ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد جو ریٹائر ہو چکے ہیں (مرد و خواتین) اگر ان کے تجربات اور ہنرکاری اور علم سے بھی فائدہ اٹھایا جائے تو ان کیلئے بھی مصروفیت کا ایک سبب نکل آئے گا۔ دوسرا ان کا تجربہ اور علم دوسروں کیلئے بھی فائدہ مند ثابت ہو گا اور وہ صدقہ جاریہ کے طور پر معاشرہ میں مثبت رول ادا کر سکیں گے۔ ضرورت صرف اس جانب توجہ دینے کی ہے۔

گرل گائیڈ بھی اسی سکاؤٹنگ کا حصہ ہے اور اسی طرز کی تربیت ان کیلئے بھی ضرورت ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کا کردار اور خیالات ہمیشہ قائداعظم کے سوچ و فکر سے مطابقت رکھتے ہیں تو انہوں

نے جہاں دیگر سیاسی مدارج میں اپنے بھائی کے شانہ بشانہ کام کیا وہیں اس تحریک میں بھی اپنا بھرپور ساتھ دیا۔ یہ ان کے ساتھ تقاریب میں بڑے فخر سے شرکت کی۔ گویا جہاں ہمارے قائداعظم کی شخصیت کے پہلو جانچنا ہماری بقا کیلئے ضروری ہیں وہیں ان کی سوچ و عمل کے جو گوشے واضع ہوتے ہیں وہ ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ ان کا کوئی بھی فعل یا قول مصلحت اور دور اندیشی سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں ایک باعمل اور باکردار مسلمان تھے اور وہ تمام مسلمانوں خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کیلئے بہترین سوچ اور دلی طور پر نیک خواہشات رکھتے تھے تو پھر آپ خود سوچیں جہاں معیشت و حکومت اور تعلیم و حکمت عام عوام کی فلاح اور طرز معاشرت کیلئے انہوں نے احکامات دیئے وہیں اس تحریک کو اپنانے اور پھیلانے پر زور دیا اور خود باقاعدہ اسکا حصہ تھے۔ تو ضروری ہے کہ ہم انتہائی سنجیدگی سے اس پر غور کریں اور عمل کرنے اور پھیلانے کی کوشش کریں۔ کہ ہر شر کو ختم کرنے اور نیکی کو پھیلانے اور اپنانے کا ہمارا دین بھی درس دیتا ہے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح دنیوی و دنیاوی فلاح مقدر بن سکتی ہے۔

نہ کیوں نازاں ہوں ہم اس قائداعظم کی عظمت پر
وہ قائد جس نے کاٹیں ہماری محکومی کی زنجیریں
درس وفا دیتا رہا وہ مردِ حق ہم کو
یہی درس وفا دیتی رہیں اس کی تقریریں
اخوت اس کو کہتے ہیں محبت نام ہے اس کا
لہو لاہور کا ٹپکے اگر ڈھاکہ کا دل چیریں (قیام بنگلہ دیش سے قبل)
شہیدانِ وطن کا خون ضائع جانہیں سکتا
لکھی جائیں گی خونِ دل سے پھر قرآن کی تفسیریں
ابھی مانندِ انجم اور نکھرے گا چمن اپنا
ابھی کچھ اور ابھرے گا یہ خورشید وطن اپنا
چراغ رہگزر ہیں قائداعظم کی تدبیریں
یقین و عزم محکم سے ہوئیں تابندہ تقدیریں۳۴

حوالہ جات

۱- یونس کمال لودھی، قائداعظم اور تحریک سکاؤٹنگ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص ۳۳۔

2. Penderal Moon, *The Conquest and Dominanion of India, Part II: 1848-1947*, (New Delhi: India Research Press, 1999), p. 1170.

۳- یونس کمال لودھی، قائداعظم اور تحریک سکاؤٹنگ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص ۳۶۔

۴- ایضاً، ۱۱۰۔

۵- ایضاً، ص ۱۲۱۔

۶- ایضاً، ص ۴۷۔

۷- ایضاً، ص ص ۴۰-۴۱۔

۸- ایضاً، ص ۴۱۔

۹- ایضاً، ص ۴۴۔

۱۰- ایضاً، ص ۴۴۔

۱۱- ایضاً، ص ۴۵۔

۱۲- ایضاً، ص ۵۸-۵۹۔

۱۳- ایضاً، ص ۷۷۔

۱۴- ایضاً، ص ۸۰۔

۱۵- ایضاً، ص ۸۲۔

۱۶- ایضاً، ص ۸۵۔

۱۷- ایضاً، ص ص ۸۵-۸۶۔

۱۸- ایضاً، ص ص ۸۷-۹۰۔

۱۹- ایضاً، ص ۹۲۔

۲۰- ایضاً، ص ۱۲۵۔

۲۱- ایضاً، ص ۶۲۔

۲۲- ایضاً، ص ۶۳۔

۲۳- ایضاً، ص ص ۶۲-۶۳۔

۲۴- ایضاً، ص ص ۶۴-۶۵۔

۲۵- ایضاً، ص ۶۸۔

۲۶- ایضاً، ص ۷۰-۷۱۔

۲۷- ایضاً، ص ۷۵۔

۲۸- ایضاً، ص ص ۷۵-۷۶۔

29. Khurshid Ahmad Khan Yusufi, (Collected, ed.) *Speeches, Statements and Messages of the Quaid-i-Azam*, Bazm-i-Iqbal, Lahore, 1996, p. 2659.

۳۰- یونس کمال لودھی، قائداعظم اور تحریک سکاؤٹنگ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص ۱۲۹۔

۳۱- ایضاً، ص ۱۴۱۔

۳۲- ایضاً، ص ۱۴۴۔

۳۳- ایضاً، ص ۱۴۵۔

۳۴- ایضاً، ص ۹۰-۹۱۔